وَاعِظُ الجُمُعَۃ

حقیقی مسلمان کی پہچان اور ہمارا طرزِ عمل

مدیر

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

مفتی محمد احتشام قادری

أهل السنة

لتحقیق الکتب والطباعة والنشر

www.facebook.com/darahlesunnat

واعظ الجمعہ

حقیقی مسلمان کی پہچان اور ہمارا طرزِ عمل

مدیر

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

مفتی محمد احتشام قادری

https: //www.facebook. com/darahlesunnat

حقیقی مسلمان کی پہچان اور ہمارا طرزِ عمل

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

برادرانِ اسلام! ہر وہ شخص جو صاحبِ ایمان ہو، توحید ورِسالت کا اِقرار کرے، تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ضروریاتِ دین پر ایمان رکھے، اپنی زندگی قرآن وسنّت کے مُطابق گزارے، خُلوصِ دل سے اللہ تعالی کی عبادت کرے، حُسنِ اَخلاق کا مُظاہرہ کرے، اپنے پڑوسیوں اور مسلمان بھائیوں کے ساتھ حُسنِ سُلوک سے پیش آئے، اُن کی مدد کرے، زیادہ مال ودَولت کی طمع ولالچ نہ کرے، تھوڑی سی مَتاع پر قناعت اختیار کرے، عاجزی، انکساری اور میانہ رَوِی اختیار کرے، عبادت، رِیاضت اور نوافل کی کثرت کرے، اپنے گذشتہ گناہوں پر نادِم رہے، اللہ ربّ العالمین کے حضور ہر گھڑی سچی توبہ کرے، دنیاوی مال ودَولت اور نفسانی خواہشات پر اپنی آخرت کو ترجیح دے، جاہلوں سے نہ اُلجھے، فُضول خرچی اور اِسراف سے پرہیز کرے، شرک، قتلِ ناحق اور بدکاری سے بچے، وہ بندۂ مؤمن اور حقیقی مسلمان ہے۔

حقیقی مسلمان کے اَوصاف

عزیزانِ محترم! قرآن وحدیث میں متعدّد مقامات پر ایک حقیقی مسلمان کے اَوصاف بیان کیے گئے ہیں، جن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

خشیتِ الٰہی

حضراتِ گرامی قدر! خشیتِ الٰہی (یعنی اللہ کے جلال وہیبت سے ڈرنا) ایک حقیقی مسلمان کے اعلیٰ اَوصاف میں سے ہے، اللہ تعالی کے فرمانبردار و مُطیع بندے کے سامنے جب اُس کی ہیبت، جلال، پکڑ اور عذاب کا ذکر کیا جاتا ہے، تو بندۂ مؤمن (حقیقی مسلمان) کا دل دہل جاتا ہے، اور وہ عذابِ الٰہی سے پناہ مانگنے کے ساتھ ساتھ اللہ کی رحمت پر بھروسا کرتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾[1] "ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ (کو اس کی عظمت وجلال سے) یاد کیا جائے تو اُن کے دل ڈر جائیں، اور جب اُن پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں تو ان کا ایمان ترقی پائے، اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں"۔

لہٰذا شیطان جب بھی دل کو گناہوں کی طرف مائل کرے، تو خود کو یہ بات ذہن نشین کروائیں کہ اللہ تعالی ہمارے دلوں کی کیفیت، خیالات اور ہر گناہ سے آگاہ ہے، لہٰذا اگر ہم نے اللہ تعالی کی معصیت ونافرمانی کر کے گناہوں کا ارتکاب کیا، تو بروزِ قیامت اس کے باعث ہماری پکڑ ہوگی، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا

---

(١) پ٩، الإنفال: ٢.

تَعۡمَلُوۡنَ﴾[1] "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لیے کیا آگے بھیجا؟ اور اللہ سے ڈرو، یقیناً اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے"۔

حافظ ابنِ کثیر علیہ الرحمۃ اللہ تعالی کے فرمان کہ "ہر جان دیکھے کہ کل کے لیے آگے کیا بھیجا؟" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "اپنا مُحاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا مُحاسبہ کیا جائے، اور دیکھو کہ تم نے کل بروزِ قیامت مالک کی بارگاہ میں حاضری کے لیے اعمالِ صالحہ کا کونسا ذخیرہ تیار کر رکھا ہے؟! تم جان لو کہ وہ تمہارے تمام اعمال اور اَحوال سے خوب آگاہ ہے، اس پر کوئی چیز مخفی نہیں، تمہارے چھوٹے بڑے سب اعمال اس کے سامنے ہیں"[2]۔

توبہ واستغفار اور عبادت ورِیاضت کی کثرت

عزیزانِ مَن! توبہ واستغفار اور عبادت ورِیاضت کی کثرت بھی ایک حقیقی اور سچے مسلمان کی علامت وصفت ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اَلتَّآئِبُوۡنَ الۡعٰبِدُوۡنَ الۡحٰمِدُوۡنَ السَّآئِحُوۡنَ الرّٰكِعُوۡنَ السّٰجِدُوۡنَ﴾[3] "توبہ والے، عبادت والے، حمد کرنے والے، روزے والے، رکوع والے، سجدہ والے (جنّتی ہیں)"۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿وَالَّذِيۡنَ يَبِيۡتُوۡنَ لِرَبِّهِمۡ سُجَّدًا وَّقِيَامًا﴾[4] "وہ جو اپنے رب کے لیے سجدے اور قیام میں رات کاٹتے ہیں"۔

اللہ تعالی کے متقی وپرہیزگار بندے سخت عبادت ورِیاضت کے باوُجود خوفِ خدا رکھتے ہیں، عذابِ الٰہی سے ڈرتے ہیں، اور اسی سے پناہ مانگتے رہتے ہیں،

(١) پ ٢٨، الحشر: ١٨.
(٢) "تفسير القرآن العظيم" پ ٢٨، الحشر، تحت الآية: ١٨، ٤/ ٣٤٨.
(٣) پ١١، التوبة: ١١٢.
(٤) پ١٩، الفرقان: ٦٤.

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَالَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَہَنَّمَ ٭ۖ اِنَّ عَذَابَہَا کَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ اِنَّہَا سَآءَتۡ مُسۡتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴾[1] "وہ جو عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم سے پھیر دے جہنّم کا عذاب، یقیناً اس کا عذاب گلے کا پھندہ ہے، یقیناً وہ بہت ہی بُری ٹھہرنے کی جگہ ہے"۔ لہٰذا خوابِ غفلت سے جاگیں، عبادت ورِیاضت اور توبہ واستغفار کی کثرت کریں، فرائض وواجبات کی پابندی کریں، اور عذابِ جہنّم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں۔

ذاتِ باری تعالیٰ پر توکُّل

حضراتِ ذی وقار! ذاتِ باری تعالیٰ پر توکُّل ایک حقیقی مسلمان کا وصفِ خاص اور اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے کی علامت ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُتَوَکِّلِیۡنَ ﴾[2] "جب کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو، یقیناً توکُّل والے اللہ کو پیارے ہیں"۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿ وَعَلَی اللّٰہِ فَتَوَکَّلُوۡۤا اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴾[3] "اللہ ہی پر بھروسہ کرو اگر تمہیں ایمان ہے"۔ اللہ تعالیٰ پر توکُّل وبھروسہ دِین کی مَنازل میں سے ایک بہت بلند منزل ہے۔

یہ وہ راہِ سُلوک اور لذّتِ ایمانی ہے جو بندۂ مؤمن کو رب تعالیٰ سے ملا دیتی ہے، اللہ تعالیٰ نے مؤمن کے توکُّل کو اس کی زبانی اس طرح بیان فرمایا: ﴿ رَبَّنَا عَلَیۡکَ تَوَکَّلۡنَا وَاِلَیۡکَ اَنَبۡنَا وَاِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ ﴾[4] "اے ہمارے رب! ہم نے تجھی پر

---

(١) پ١٩، الفرقان: ٦٥، ٦٦.

(٢) پ٤، آل عمران: ١٥٩.

(٣) پ٦، المائدة: ٢٣.

(٤) پ٢٨، الممتحنة: ٤.

بھروسہ کیا، اور تیری ہی طرف رُجوع لائے، اور تیری ہی طرف پھرنا ہے"۔

جو شخص اللہ تعالی پر توکُل کرتے ہوئے اس کی رضا پر راضی رہتا ہے، بھلائی اور اَچھائی اس کا مقدّر بنتی ہے، حضرت سیّدنا ابو ذَر غِفاری رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے مجھے یہ آیت پڑھ کر سنائی: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾(۱) "جو اللہ سے ڈرے اللہ اُس کے لیے نَجات کی راہ نکال دے گا" یہاں تک آپ نے اس آیت سے فراغت کے بعد فرمایا: «يَا أَبَا ذَرٍّ! لَوْ أَنَّ النَّاسَ كُلَّهُمْ أَخَذُوْا بِهَا لَكَفَتْهُمْ»(۲) "اے ابو ذَر! اگر سب لوگ تقویٰ (اور توکُل) اختیار کرلیں، تو یہ اُن سب (کے دینی ودنیاوی مَصالح اور ضروریات) کے لیے کافی ہوجائے" یعنی ان کا تقوی، پرہیز گاری اور اللہ تعالی پر توکُل، ایسی عمدہ صفت ہے جو دنیاوآخرت کی تمام حاجات میں ان کی کفایت کا سبب ہے۔

اللہ ورسول کی اِطاعت وفرمانبرداری

جانِ برادر! ایک حقیقی مسلمان اللہ ورسول کے حکم کو مانتا ہے، اُن کی اِطاعت وفرمانبرداری کرتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَاؕ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾(۳) "مسلمانوں کی بات تو یہی ہے کہ جب اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں؛ کہ رسول اُن میں فیصلہ فرمائے تو عرض کریں کہ "ہم نے سُنا اور حکم مانا" اور یہی لوگ مُراد کو پہنچے"۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ اَغیار کی تقلید سے بچیں، قرآن وسنّت پر

---

(۱) پ ۲۸، الطلاق: ۲.

(۲) "مُسند الإمام أحمد" مسند الأنصار، ر: ۲۱۶۰۷، ۸/ ۱۳۱.

(۳) پ ۱۸، النور: ۵۱.

عمل کریں، اللہ عزّوجلّ اور اس کے رسول ﷺ کی اِطاعت کریں، اور حضور نبئ کریم ﷺ کے مبارک اُسوۂ حسنہ کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنائیں!۔

خشوع وخضوع اور نماز کی بَروقت ادائیگی

حضراتِ ذی وقار! خشوع وخضوع اور نماز کی بَروقت ادائیگی بھی ایک حقیقی مسلمان کا وصف ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ﴾[1] "یقیناً مراد کو پہنچے وہ ایمان والے، جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں"۔

میرے محترم بھائیو! حقیقی مسلمان وہ ہے جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتا ہے، انہیں ضائع ہونے سے بچاتا ہے، اور بَروقت نماز کی ادائیگی کو یقینی بناتا ہے؛ کہ نماز کی برکت سے اللہ تعالی بندے کی بخشش فرما دیتا ہے، نبئ کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: «خَمسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللهُ، مَن أَحْسَنَ وُضُوءَهُنَّ، وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ، وَأَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَسُجُودَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ، كَانَ لَهُ عَلَى اللهِ عَهدٌ أَنْ يَّغْفِرَ لَهُ»[2] "پانچوں نمازوں کو اللہ تعالی نے فرض قرار دیا ہے، جس نے اِن نمازوں کے لیے بہترین وُضو کیا، انہیں اِن کے صحیح وقت پر ادا کیا، ان کے رُکوع، سُجود اور خُشوع کو صحیح طور پر ادا کیا، اللہ تعالی کے ذمّۂ کرم پر ہے کہ اُس کی بخشش فرمائے"۔ اور ایک روایت میں فرمایا: «دَخَلَ الجَنَّة» "وہ جنّت میں داخل ہو جائے گا"۔ یا فرمایا: «وَجَبَتْ لَهُ الجَنّة» "اُس کے لیے جنّت واجب ہو گئی"۔ یا فرمایا: «حُرِّمَ على النَّار»[3] "اُس پر دوزخ کی آگ حرام کر دی گئی"۔

---

(١) پ١٨، المؤمنون: ١، ٢.

(٢) "السنن الكبرى" للبَيهقي، كتاب صلاة الاستسقاء، باب ما يستدلّ به على أنّ المرادَ بهذا الكفر كفر يباح به دمه ...إلخ، ٣/ ٣٦٦.

(٣) "مجمع الزوائد" كتاب الصلاة، باب فرض الصلاة، ر: ١٥٩٨، ٢/ ٤.

نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج ہماری اکثریت برائے نام مسلمان ہے، اپنی سُستی و کاہلی اور غفلت کی بناء پر نمازوں کو ترک کرنا ایک عام اور معمول کی بات بن چکی ہے، آوارہ گردی کرتے اور یار دوستوں کے ساتھ گپیں ہانکتے ہم گھنٹوں اپنا وقت برباد کرتے، اور نمازوں کو ضائع کر دیتے ہیں، لیکن بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ دینِ اسلام کے اہم ترین رُکن "نماز" کے ضائع ہونے پر ہمیں ذرّہ برابر افسوس یا پچھتاوا نہیں ہوتا!۔

یاد رکھیے! نماز دِین کا سُتون ہے، یہ وہ عظیم عبادت ہے جس کی تاکید تمام عبادات میں سب سے زیادہ کی گئی ہے۔ یہ دینِ اسلام کا دوسرا اہم رکن ہے، اِس کی اَہمیت دیگر تمام اسلامی عبادات سے منفرِد اور نمایاں ہے، لہذا جس نے جان بوجھ کر بلاعذرِ شرعی اپنی نمازوں کو ضائع کیا، اور اپنا وقت خواہشاتِ نفس کی تکمیل میں برباد کیا، اُس کے لیے عذابِ جہنّم کی وعید ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا﴾[1] "تو اُن کے بعد اُن کی جگہ وہ ناخلَف آئے جنہوں نے اپنی نمازیں گنوائیں (ضائع کیں)، اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے، تو عنقریب وہ دوزخ میں غَی کا جنگل پائیں گے!"۔

صدر الشریعہ علاّمہ امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ "غَی جہنّم میں ایک وادی کا نام ہے، جس کی گرمی اور گہرائی سب سے زیادہ ہے، اس میں ایک کنواں ہے جس کا نام "ہَبہَب" ہے، جب جہنم کی آگ بجھنے پر آتی ہے تو اللہ رب العالمین اس کنوئیں کو کھول دیتا ہے، جس سے وہ آگ بدستور (پہلے کی طرح) بھڑکنے لگتی ہے۔ یہ کنواں بے نمازیوں، زانیوں، شرابیوں، سُود خوروں اور ماں باپ کو اِیذاء دینے والوں کے لیے ہے"[2]۔

---

(۱) پ ۱٦، مریم: ٥٩.
(۱) "بہارِ شریعت" نماز کا بیان، حصّہ سوم ۳، ۱/۴۳۴۔

نماز کی ادائیگی کی خاص طور پر تاکید کرتے ہوئے، تاجدارِ رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوراً وَبُرْهَاناً وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَهُ نُورٌ وَلَا بُرْهَانٌ وَلَا نَجَاةٌ، وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ وفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ!»[1] "جس نے (اپنی) نماز کی حفاظت کی، تو اُس کی نماز بروزِ قیامت اس کے لیے نُور اور (بوقتِ حساب) حجت اور نَجات کا سبب ہوگی، اور جس شخص نے اپنی نماز کی حفاظت نہ کی، اُس کے لیے نہ کوئی نُور ہوگا، نہ کوئی حُجّت اور نہ نَجات۔ اور اس کا حشر قارُون، فرعَون (اس کے وزیر) ہامان اور (دشمنِ رسول) اُبَی بن خلَف (جیسے بدترین کافروں) کے ساتھ ہوگا"۔

امام ذَہبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے ارشاد فرمایا کہ "بے نمازی کا حشر اُن چار ۴ لوگوں کے ساتھ اس لیے ہوگا؛ کہ اگر اسے اس کے مال نے نماز سے غافل رکھا تو وہ قارُون کے مشابہ ہے، لہذا اس کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ اور اگر اُس کی حکومت نے اُسے غفلت میں ڈالا تو وہ فرعون کے مشابہ ہے، لہذا اُس کا حشر اس کے ساتھ ہوگا۔ یا پھر اس کی غفلت کا سبب اُس کی وزارت ہوگی، تو وہ ہامان کے مشابہ ہوا، لہٰذا اس کے ساتھ ہوگا۔ یا اگر اُس کی تجارت اُسے غفلت میں ڈالے گی، تو وہ مکّہ کے کافر اُبَی بن خلَف کے مشابہ ہونے کے باعث، اس کے ساتھ اٹھایا جائے گا"[2]۔

عاجزی واِنکساری

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! تواضُع، عاجزی اور اِنکساری بھی ایک حقیقی مسلمان کا وصف ہے، اور دینِ اسلام میں اس کی بڑی اہمیت وفضیلت، اور اس پر بڑا اجر وثواب بھی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

(١) "مسند الإمام أحمد" مسند عبد الله بن عَمرو بن العاص، ر: ٦٥٨٧، ٢/ ٥٧٤.
(٢) "الكبائر" الكبيرة الرابعة في ترك الصلاة، صـ١٩.

وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآىٕمِیْنَ وَالصّٰٓىٕمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا﴾[1]

"یقیناً مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، اور ایمان والے اور ایمان والیاں، اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار خواتین، اور سچے مرد اور سچی خواتین، اور صبر والے اور صبر والیاں، اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں، اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں، اور روزے والے اور روزے والیاں، اور اپنی پاکدامنی کی حفاظت کرنے والے اور حفاظت کرنے والیاں، اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں، ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے"۔

تواضُع، عاجزی وانکساری اختیار کرنا بلندئ درجات اور رِفعتِ مقام کا سبب ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لله إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ»[2] "جس نے اللہ تعالی (کی رضا) کے لیے عاجزی اختیار کی، اللہ تعالی اُسے ضرور بلندی عطا فرماتا ہے"۔

میرے محترم بھائیو! اللہ رب العالمین کے سامنے تواضُع، عاجزی وانکساری سے مُراد یہ ہے، کہ بندہ اس کی اِطاعت وفرمانبرداری کرے، قرآن وسنّت کے اَحکام پر عمل پیرا رہے، خُشوع وخُضوع کا اظہار کرتا رہے، عذابِ قبر سے ڈرتا رہے، بندہ جہنّم اور اس کی ہولناکیوں کو یاد کر کے اللہ تعالی سے پناہ مانگتا رہے، اپنے گناہوں کی مُعافی چاہے، صرف اللہ ورسول کی رضا کے لیے اس کی مخلوق سے محبت کرے، کسی پر کوئی ظلم وزیادتی نہ کرے، اور خلافِ شریعت اُمور کے ارتکاب سے بچتا رہے۔

---

(١) پ٢٢، الأحزاب: ٣٥.
(٢) "صحيح مسلم" كتاب البرّ والصلة، ر: ٦٥٩٢، صـ١١٣١، ١١٣٢.

اِعتدال ومیانہ رَوِی

برادرانِ اسلام! اِعتدال ومیانہ رَوِی بھی ایک حقیقی مسلمان اور بندۂ مؤمن کا وصفِ خاص ہے، اللہ تعالی کے ایسے پیارے بندے خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ کے دیے ہوئے مال ودَولت اور رزق کی قدر کرتے ہیں، اُسے ضائع نہیں کرتے، نہ ہی اِسراف وکنجوسی کرتے، بلکہ خرچ کرتے وقت میانہ رَوِی سے کام لیتے ہیں، اور حدِ اعتدال سے نہیں گزرتے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴾[1] "وہ جو خرچ کرتے ہیں، نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں، اور ان دونوں کے بیچ اعتدال پر رہیں"۔

صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کو میانہ رَوِی کا حکم دیتے ہوئے نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّيْنَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَه، فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَأَبْشِرُوْا»[2] "یقیناً دینِ اسلام آسان دین ہے، جو بھی اِس دین میں سختی کرے گا، بالآخر یہ دِین ہی اُس پر غالب آئے گا، لہذا میانہ رَوِی اختیار کرو اور ایک دوسرے کے قریب رہو، اور لوگوں کو دین کی طرف راغب کرنے والی اچھی باتیں بتاتے رہو"۔

میرے محترم بھائیو! مال خرچ کرنے کے بارے میں اسلام کی تعلیم یہ ہے، کہ انسان اپنی ذات اور اپنے اہل وعِیال کی جائز ضروریات مناسب طریقے پر پوری کرے، فُضول خرچي یا کنجوسی سے کام نہ لے، غریب رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور حاجت مند مسافروں پر اپنا مال خرچ کرے، اور اپنی دولت سے اُن لوگوں کی مدد کرے جو اپنی بنیادی ضرورتوں سے محروم ہیں، اور اپنی خودداری اور شرم وحیا کے سبب کسی سے مانگ بھی نہیں سکتے۔

---

(۱) پ۱۹، الفرقان: ٦٧.
(۲) "صحيح البخاري" كتاب الإيمان، باب: الدينُ يُسرٌ، ر: ۳۹، صـ۱۰.

اَمر بالمعروف ونہی عن المنکَر کا جذبہ

حضراتِ محترم! بھلائی کا حکم کرنے اور بُرائی سے منع کرنے کا جذبہ بھی مسلمان کے اعلیٰ اَوصاف میں سے ہے، اللہ ربّ العالمین نے قرآنِ پاک میں اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے، ارشاد فرمایا: ﴿وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾[1] "مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور بُرائی سے منع کرتے ہیں"۔ لہذا ہر مسلمان مرد وعورت کو چاہیے کہ اپنے منصب واختیار کے اعتبار سے نیکی کا حکم دے اور بُرائی سے منع کرے؛ کہ یہ فریضہ ہم سب پر لازم ہے۔

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! اَمر بالمعروف ونہی عن المنکَر کا فریضہ انجام دینے سے قبل، ہر ایک کو چاہیے کہ پہلے خود اپنی ذات کو شریعتِ مطہَّرہ کے سانچے میں ڈھالے، اس کے بعد لوگوں کو اس کا حکم دے، اپنی ذات کو بُھلا کر دوسروں کو دعوت وتبلیغ کرنا، ایک اچھے مبلغ وداعی کا وصف ہرگز نہیں ہو سکتا! اللہ ربّ العزّت ایسوں کو تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾[2] "کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھولتے ہو؟! حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو، تو کیا تمہیں عقل نہیں؟!

حضرت سیّدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «يُجاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ القِيامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ، فَيَدُورُ كَمَا يَدُورُ الحِمَارُ بِرَحَاهُ، فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُولُونَ: يَا فُلاَنُ

---

(١) پ١٠، التوبة: ٧١.

(٢) پ١، البقرة: ٤٤.

مَا شَأْنُكَ؟ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ: كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آتِيهِ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ»[1].

"قِیامت کے دن ایک شخص کولاکر جہنّم میں ڈالا جائے گا، اس کی انتڑیاں جہنم میں نکل پڑیں گی، تو وہ اپنی انتڑیوں کے گرد اس طرح چکر لگائے گا جیسے گدھا اپنی چکی کے گرد گھومتا ہے، دوزخی لوگ اس کے پاس جمع ہو کر کہیں گے، کہ اے فُلاں! تیرا یہ حال؟! کیا تو اچھی باتوں کا حکم اور بُری باتوں سے ہمیں منع نہیں کرتا تھا؟! وہ کہے گا کہ میں تم لوگوں کو اچھی بات کا حکم دیتا تھا، مگر خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا، اور میں تم لوگوں کو تو بُری باتوں سے منع کرتا تھا، مگر خود اُن (بری باتوں) سے نہیں بچتا تھا"۔

حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "اس حدیث شریف میں اس بات کی تعلیم دی گئی ہے، کہ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے والا خود بھی باعمل ہو، اگر وہ خود اچھے اعمال نہیں کرتا، اور برائی سے اجتناب نہیں کرتا، تو سزا کا مستحق ہوگا؛ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ باعمل آدمی کی تبلیغ سے انکار کی گنجائش نہیں ہوتی، اور یوں اس کا اپنا عمل دوسروں کے عمل کے لیے ترغیب وتحریص (رغبت وشَوق) کا کام دیتا ہے۔ لیکن یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ اگر کوتاہی یا لاپرواہی کے باعث مبلّغ اَعمالِ صالحہ سے کنارہ کشی رکھتا ہے، یا نفس وشیطان کے دھوکے میں آکر برائی کا مرتکِب ہوتا ہے، تو اسے اَمر بالمعروف (نیکی کا حکم کرنے) اور نہی عن المنکَر (برائی سے منع کرنے) کا فریضہ انجام دینے سے ہاتھ نہیں کھینچنا چاہیے، بلکہ ساتھ ساتھ اپنی اِصلاح کی (بھی) کوشش کرنی چاہیے!"[2]۔

---

(١) "صحيح البخاري" باب صفة النار وأنها مخلوقة، ر: ٣٢٦٧، صـ٥٤٤.

(٢) "مرآۃ المناجیح" اچھی باتوں کا بیان، باب نیک باتوں کا حکم دینا، پہلی فصل، ٦/٥٣٤۔

اتحاد اور یکجہتی کا داعی

حضراتِ گرامی قدر! مسلمانوں کو باہَم متحد کرنا اور اُن کی صفوں میں اتحاد اور یکجہتی کو برقرار رکھنا بھی ایک حقیقی مسلمان کا عمدہ وصف ہے؛ کہ خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں اسی کا حکم دیا ہے: ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾[1] "سب مل کر اللہ کی رسّی مضبوط تھام لو، اور آپس میں فرقوں میں نہ بَٹ جانا!"۔ اتفاق واِتحاد کی بدَولت اللہ رب العالمین کی مدد ونُصرت شاملِ حال رہتی ہے، حضرت سیّدنا ابنِ عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا سے روایت ہے، سرکارِ دو جہاں صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «يَدُ اللهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ»[2] "اللہ تعالی کی مدد جماعت (یعنی اُمّت کی اکثریت) کے ساتھ ہے"۔

اس وقت عالَمِ اسلام کو عالَمی سطح پر مختلف نَوعیت کے چیلنجز کا سامنا ہے، کفّار ومشرکین اور یہود ونصاریٰ اسلام کے خلاف باہَم متحد ہیں، لہٰذا ضرورت اس اَمر کی ہے کہ تمام مسلمان اپنے باہمی اختلافات بھلا کر، اتفاق واِتحاد کی لڑی میں جُڑ جائیں، باہمی اختلافات اور رنجشوں کو پسِ پشت ڈالیں، اور متحد ہو کر رہیں؛ کیونکہ سب مسلمان ایک جان کی مانند ہیں، حضرت سیّدنا ابو موسیٰ اَشعری رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: «الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضاً» "مسلمان مسلمان کے لیے ایک عمارت کی مانند ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے کے سہارے مضبوط رہتا ہے"، رَحمتِ عالمیان صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے یہ فرما کر اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پیوَست کر کے اشارہ فرمایا[3]۔ ع

---

(١) پ٤، آل عمران: ١٠٣.

(٢) "سنن الترمذي" باب ما جاء في لُزوم الجماعة، ر: ٢١٦٦، صـ٤٩٨.

(٣) "صحيح البخاري" باب نصر المظلوم، ر: ٢٤٤٦، صـ٣٩٤.

حرمِ پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی، ہوتے جو مسلمان بھی ایک![1]

سچائی کا پیکر

جانِ برادر! اپنے مسلمان بھائیوں سے ہمیشہ سچی بات کہنا بھی حقیقی مسلمان کا وصف ہے، حضرت سیّدنا سفیان بن اُسید حَضرمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے سنا: «كَبُرَتْ خِيَانَةً أَنْ تُحَدِّثَ أَخَاكَ حَدِيثاً هُوَ لَكَ بِهِ مُصَدِّقٌ، وَأَنْتَ لَهُ بِهِ كَاذِبٌ»[2] "بڑی خیانت کی بات ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی سے کوئی بات کہو اور وہ تمہیں اس بات میں سچا جان رہا ہو، اور تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو"۔ لہذا بلا اِجازتِ شرعیّہ اپنے مسلمان بھائی سے جھوٹ ہرگز نہ کہیں، اور ہمیشہ سچ بولیں۔

حُسنِ اَخلاق کا پیکر

عزیزانِ مَن! اچھے اَخلاق سے پیش آنا بھی مسلمان کے اعلیٰ اَوصاف میں سے ہے، حدیثِ پاک میں ہے: «إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَاناً، أَحْسَنُهُمْ خُلُقاً، وَأَلْطَفُهُمْ بِأَهْلِهِ»[3] "سب سے زیادہ کامل ایمان والے وہ ہیں، جن کے اَخلاق سب سے اچھے ہیں، اور وہ جو اپنے گھر والوں کے ساتھ سب سے زیادہ نرم ہیں"۔

اچھے اَخلاق ایک اچھے اور حقیقی مسلمان کی علامت وپہچان ہیں، حضرت سیّدُنا جابر بن سَمُرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

---

(۱) "کُلیاتِ اقبال" "بانگ درا، جواب شکوہ، ص۲۷۱۔
(٢) "سنن أبي داود" كتاب الأدب، باب في المعاريض، ر: ٤٩٧١، صـ٧٠٠.
(٣) "سنن الترمذي" أبواب الإيمان، ر: ٢٦١٢، صـ٥٩٤.

«وَإِنَّ أَحْسَنَ النَّاسِ إِسْلَاماً، أَحَاسِنُهُمْ أَخْلَاقاً»[1] "لوگوں میں سب سے اچھا مسلمان وہ ہے، جس کے اَخلاق سب سے اچھے ہیں!" ۔ لہٰذا اگر ہم واقعی ایک اچھا اور باعمل مسلمان بننا چاہتے ہیں، تو ہمیں بداَخلاقی سمیت تمام بُری عادات کو ترک کرنا ہوگا، مخلوقِ خدا کے ساتھ نرمی، شفقت، لُطف، مہربانی اور ہمدردی کے ساتھ پیش آنا ہوگا؛ کہ ہمارے دین اسلام کی یہی تعلیمات ہیں!۔

دِین فروشی سے اجتناب

حضراتِ ذی وقار! دین فروشی سے اجتناب بھی حقیقی مسلمان اور بندۂ مؤمن کا وصفِ خاص ہے، سچا اور حقیقی مسلمان دنیا کے معمولی فائدے کی خاطر کبھی دین فروشی نہیں کرتا، بلکہ وہ دینی تعلیمات کی رَوشنی میں اصلاحِ مُعاشرہ کی کوشش کرتا رہتا ہے، لہذا جو لوگ مال وزَر کی لالچ میں دِین فروشی کر رہے ہیں، اور دنیا کے قلیل اور فَنا ہونے والے نفع کو اُخروی فوائد اور ہمیشہ رہنے والے نفع پر ترجیح دے رہے ہیں، انہیں چاہیے کہ ہوش کے ناخن لیں، خوابِ غفلت سے جاگیں، شیطان کے بہکاوے اور فریب سے نکلیں، اور دنیا پر اپنی آخرت کو ترجیح دیں، اور رحمتِ الٰہی پر بھروسہ رکھیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًاؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾[2] "اللہ کے عہد پر تھوڑے دام مول نہ لو، یقیناً وہ جو اللہ کے پاس ہے تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو!"۔

حضرت سیّدنا جارُود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا بِعَمَلِ الْآخِرَةِ، طُمِسَ وَجْهُهُ ومُحِقَ ذِكْرُهُ،

---

(١) "الصمتُ" لابن أبي الدنيا، باب ذمّ الفحش والبذاء، ر: ٣٣٩، صـ١٩٠.

(٢) پ١٤، النحل: ٩٥.

وَأُثْبِتَ اسْمُهُ فِي النَّارِ»[1] "جو آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرے اس کا چہرہ مسخ کر دیا جاتا ہے، اس کا ذِکر مٹا دیا جاتا ہے، اور اس کا نام دوزخیوں میں لکھا جاتا ہے"۔ لہٰذا اپنے نیک اَعمال کو اِخلاص کے زیور سے مزیَّن کریں، ہمیشہ اللہ تعالی اور رسولِ اکرم ﷺ کی رِضا و خوشنودی کو پیشِ نظر رکھیں، اور شُہرت، دِکھاوا، اور دنیا طلبی سے بچیں!۔

مہمانوں کی تکریم اور رشتہ داروں سے صِلہ رحمی

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! مہمانوں کی عزّت وتکریم اور رشتہ داروں سے صِلہ رحمی بھی ایک حقیقی مسلمان کی علامت وپہچان ہے، سرورِ دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْراً أَوْ لِيَصْمُتْ»[2] "جو اللہ تعالی اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی تکریم کرے، اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے قریبی رشتہ داروں سے صِلہ رحمی کرے، اور جو اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے!"۔

تجارت اور کاروبار میں غلط بیانی سے اجتناب

عزیزانِ محترم! تجارت میں ہمیشہ سچ بولنا، مالِ تجارت کا عیب نہ چھپانا اور غلط بیانی سے اجتناب کرنا بھی، ایک حقیقی مسلمان کی شان، پہچان اور وصف ہے؛ کیونکہ مالِ تجارت میں پائی جانے والی خامیاں یا عیوب کو چُھپانا گناہ، اور مسلمان کی شان کے مُنافی ہے۔ حضرت سیّدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دو جہاں

(١) "المعجم الكبير" الجارُود بن عَمرو، ر: ٢١٢٨، ٢/ ٢٦٨.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الأدب، ر: ٦١٣٨، صـ١٠٦٩.

ﷺ نے ارشاد فرمایا: «الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ إِنْ بَاعَ مِنْ أَخِيهِ بَيْعاً فِيهِ عَيْبٌ، أَنْ لَا يُبَيِّنَهُ لَهُ»[۱] "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ اپنے بھائی کو عیب دار چیز فروخت کرے، جب تک اس عیب کو خریدار کے آگے بیان نہ کر دے"۔ لہذا اگر ہم برائے نام مسلمان کہلوانے کے بجائے ایک حقیقی مسلمان بننا چاہتے ہیں، تو اپنا مالِ تجارت بیچتے وقت غلط بیانی سے کام نہ لیں، اس کا عیب ہرگز نہ چھپائیں، اور اپنے مسلمان بھائی کو دھوکہ نہ دیں۔

مسلمان بھائی کی خیر وبھلائی چاہنا

میرے محترم بھائیو! اپنے مسلمان بھائی کی خیر وبھلائی چاہنا، اور جو اپنے لیے پسند ہو اُس کے لیے بھی وہی پسند کرنا، یہ بھی ایک اچھے مسلمان کی پہچان ہے، سرکارِ ابد قرار ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: «لا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ»[۲] "تم میں سے کوئی اُس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا، جب تک اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے"۔

اپنے مسلمان بھائی پر ظلم وستم سے اجتناب

میرے محترم بھائیو! ایک اچھے اور حقیقی مسلمان کی یہ بھی پہچان ہے، کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں پر ظلم وستم یا زیادتی نہ کرے، اُسے حقیر نہ جانے، اور نہ اس کی توہین وتذلیل کرے۔ حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دوعالَم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ»[۳] "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم نہیں کرتا ہے، نہ اسے ذلیل کرتا ہے، اور نہ اسے حقیر جانتا ہے"۔

---

(۱) "مُستدرَك الحاكم" كتابُ البُيوع، ر: ۲۱۵۲، ۳/ ۸۱٦.
(۲) "صحيح البخاري" كتاب الإيمان، ر: ۱۳، صـ۵.
(۳) "صحيح مسلم" كتاب البرّ والصِلة والآداب، ر: ٦۵٤۱، صـ۱۱۲٤.

حضرت سیّدنا ابوموسی اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا، کہ صحابۂ کرام نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسولَ اللہ! کونسا اسلام افضل ہے؟ (یعنی کون اچھا مسلمان ہے؟) رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ!»(۱) "جس کی زبان اور ہاتھ سے دیگر مسلمان محفوظ رہیں!" ۔ لہذا اپنے مسلمان بھائیوں کو اپنی زبان، ہاتھ یا کسی اَور طریقے سے ہرگز تکلیف نہ پہنچائیں، اُن کی عزّت واحترام کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں، اور اُن پر ظلم وزیادتی سے اجتناب کریں۔

مسلمان کی عزّت وحُرمت کا لحاظ

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! اپنے مسلمان بھائیوں کی عزّت وحُرمت کا لحاظ بھی ایک حقیقی اور کامل مؤمن کی علامت ووصف ہے۔ ایک اچھا مسلمان کبھی ذات پات، غربت، یا رنگ ونسل وغیرہ کی بنیاد پر اپنے مسلمان بھائی کی عزّت وآبرُو کو پامال نہیں کرتا؛ کہ ایسا کرنا حرام ہے، حضور نبئ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ»(۲) "مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، اس کا مال اور اس کی عزّت (وآبرو پامال کرنا) سب حرام ہے"۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے مسلمان بھائی کی عزّت وحرمت کا خیال رکھے، بلاوجہِ شرعی اُسے اَذیت نہ دے، اگر کوئی زیادتی کرے تو عفوودرگزر سے کام لے؛ کہ ایک اچھے مسلمان کو یہی زیب دیتا ہے!۔

صبر وتحمل اور جاہلوں سے اِعراض

حضراتِ گرامی قدر! صبر وتحمل سے کام لینا اور جاہلوں سے اِعراض کرنا، حقیقی مسلمانوں اور اللہ تعالی کے نیک بندوں کا وصف ہے، ارشادِ باری تعالی ہے:

---

(۱) "صحيح البخاري" باب: أيُّ الإسلام أفضل؟ ر: ۱۱، صـ۵.

(۲) "صحيح مسلم" كتاب البرّ والصِلة والآداب، ر: ٦٥٤١، صـ١١٢٤.

﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾[1] "غصہ پینے والے، اور لوگوں سے درگزر کرنے والے، اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں"۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا﴾[2] "رحمن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں، اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں: بس سلام"۔ حضرت سیّدنا مجاہد رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "زمین پر آہستہ چلنے سے مراد اُن کا تحمُّل وبرداشت اور وقار ہے"[3]۔

لہذا تبلیغِ دین اور اِشاعتِ اسلام کے شعبہ سے وابستہ ہر شخص اور مبلّغ کو چاہیے، کہ دَورانِ تبلیغ ناپسندیدہ صورتحال میں صبر وتحمل سے کام لے، جاہلوں سے بحث ومُباحثہ نہ کرے، اور باہم اُلجھنے سے گریز کرے؛ کہ ایسا کرنا ایک مبلّغ کی شان کے مُنافی ہے۔ اسی طرح عام مسلمانوں کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ اگر کسی مُعاملے کی وجہ سے باہم اختلاف ہو جائے، اور جھگڑا ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں دانشمندی کا مظاہرہ کریں، اور حکمتِ عملی سے کام لیتے ہوئے مُعاملے کو رفع دفع کردیں۔

زِناوبدکاری سے اجتناب

جانِ برادر! اچھے مؤمن کی صفات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ حلال وحرام کی تمیز رکھتا ہے، اور زِناوبدکاری جیسے قبیح گناہ سے بھی بچا رہتا ہے، اللہ تعالی اپنے انہی بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلَا يَزْنُوْنَ﴾[4] "وہ بدکاری نہیں کرتے"۔

---

(١) پ٤، آل عمران: ١٣٤.
(٢) پ١٩، الفرقان: ٦٣.
(٣) "تفسير الطبَري" پ١٩، الفرقان، تحت الآية: ٦٣، الجزء ١٩، صـ٤٣، ملخّصاً.
(٤) پ١٩، الفرقان: ٦٨.

میرے محترم بھائیو! زِنا وبدکاری ایک ایسا غلیظ اور کبیرہ گناہ ہے، کہ انسان جس گھڑی اس فعلِ حرام کا اِرتکاب کرتا ہے اُس وقت اس کے سینے سے نورِ ایمان بھی خارج ہو جاتا ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِذَا زَنَى الرَّجُلُ خَرَجَ مِنْهُ الْإِيمَانُ، كَانَ عَلَيْهِ كَالظُّلَّةِ، فَإِذَا انْقَلَعَ رَجَعَ إِلَيْهِ الْإِيمَانُ»[1] "جب آدمی زِنا کرتا ہے تو اُس سے ایمان کا نُور نکل کر، اس پر مثل سائبان کے ہو جاتا ہے، جب اس فعلِ بد سے جدا ہوتا ہے تو اُس کی طرف ایمان لَوٹ آتا ہے"۔

ایک اَور مقام پر حضرت سیّدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، نبئ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ!»[2] "زانی جس وقت زِنا کرتا ہے، وہ مؤمن نہیں رہتا!"۔

نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج ہمارے مُعاشرے میں فحاشی وبے حیائی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے، زِنا وبدکاری کے اڈّوں میں اضافہ ہو رہا ہے، کفّار ومشرکین نے مسلمان قوم کو اَخلاقی اور عملی طَور پر تباہ کرنے کے لیے اس گناہ کو باقاعدہ ایک کاروبار کے طَور پر فروغ (Promote) دے کر، ہمارے نوجوانوں کو گناہوں کے دَلدل میں دھکیل دیا ہے، لہذا ہمیں چاہیے کہ فحاشی وبے حیائی سے کوسوں دُور بھاگیں، تقویٰ وپرہیز گاری اختیار کریں، اور اچھے اور نیک اعمال پر کاربند رہیں۔

---

(١) "سنن أبي داود" كتاب السُنّة، ر: ٤٦٩٠، صـ٦٦٢.

(٢) "صحيح البخاري" كتابُ الحدودِ، ر: ٦٧٨٢، صـ١١٦٩.

مسلمان کی مدد اور حاجت رَوائی کا جذبہ

حضراتِ ذی وقار! اپنے مسلمان بھائی کی حاجت رَوائی کرنا، اور مشکل وقت میں اس کی مدد کرنا بھی ایک حقیقی مسلمان کا وصف اور خاصّہ ہے، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «المُسْلِمُ أَخُو المُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيْهِ، كَانَ اللهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِماً، سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَة»[1] "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اُس پر ظلم کرے، نہ اسے ظالم کے حوالے کرے، اور جو اپنے بھائی کی حاجت روائی میں رہے گا، اللہ تعالی اُس کی حاجت رَوائی فرمائے گا، اور جو کسی مسلمان کی تکلیف دُور کرے گا، اللہ تعالی اس کی قیامت کی تکلیفوں میں سے تکلیف دُور کر دے گا، اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ تعالی قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا"۔

ہمارے وہ حکمران جو مال ودَولت کی لالچ میں اپنے ہی مسلمان بھائیوں کو پکڑ کر کفّار ومشرکین کے حوالے کر دیتے ہیں، اور بدلے میں مغربی ممالک (Western Countries) کی پُرتعیش زندگی کے خواہاں رہتے ہیں، ان کے لیے اس حدیثِ پاک میں درسِ عبرت ہے، قوم کی بیٹی "عافیہ صدیقی" اس کی زندہ اور موجود مثالوں میں سے ایک ہے، لہذا کسی بھی طَور پر اپنے مسلمان بھائیوں کو بے یار ومددگار نہ چھوڑیں، انہیں کفّار ومشرکین کے حوالے نہ کریں، ان کی مدد اور حاجت رَوائی کریں، اور اُن کی پردہ پوشی کریں!!۔

---

(١) المرجع نفسه، كتاب المظالم، ر: ٢٤٤٢، صـ٣٩٤.

غیر متعلقہ مُعاملات میں دخل اندازی سے گریز

برادرانِ اسلام! فُضول اور غیر متعلقہ باتوں سے بچنا بھی ایک اچھے اور سچے مؤمن کی پہچان ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ۝۱ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ۝۲ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾[1] "یقیناً ایمان والے مُراد کو پہنچے، جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں، اور وہ جو کسی فُضول بات کی طرف اِلتفات نہیں کرتے!"۔

حضرت سیّدنا علی بن حسین رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ المَرْءِ، تَرْكُه مَا لَا يَعْنِيهِ»[2] "اچھا مسلمان وہ ہے جو اپنے کام سے کام رکھے!"۔

بارہا دیکھنے میں آیا ہے کہ جہاں دو ۲ مسلمان باہم کسی بات پر جھگڑ رہے ہوں، یا پھر کسی شادی بیاہ میں ناچ گانا ہو رہا ہو، وہاں تماشا دیکھنے والوں کا ایک تانتا بندھ جاتا ہے، یہ طرزِ عمل کسی طَور پر مناسب نہیں، اگر قدرت واختیار ہو تو تماشا دیکھنے کے بجائے آگے بڑھ کر اُن کا جھگڑا ختم کروائیں، اور اعلانیہ گناہوں کا اِرتکاب کرنے والوں کو روکیں، یا پھر وہاں سے چل دیں؛ کہ جس بات سے انسان کا کوئی تعلق نہ ہو، یا وہ لہو ولعب پر مشتمل ہو، اُس میں خوامخواہ دخل اندازی کے بجائے، بچنے میں ہی دنیا وآخرت کی بھلائی اور عافیت ہے۔

مسلمانوں کی عملی صورتحال

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! ہم مسلمانوں کی عملی صورتحال اس وقت بڑی نازک ہے، ہماری اکثریت صرف برائے نام مسلمان ہے، کلمہ پڑھنے والے ساری دنیا میں

---

(۱) پ۱۸، المؤمنون: ۱-۳.
(۲) "سنن الترمذي" أبواب الزهد، ر: ۲۳۱۸، صـ۵۳۱.

باہم دست وگریباں ہیں، ایک دوسرے کے خلاف جنگیں مسلّط کر رہے ہیں، باہم قتل وغارتگری کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں،ڈاکے ڈال رہے ہیں،زِنا وبدکاری کا ارتکاب کرتے ہیں، سُود خوری، رشوَت ستانی ، بدعنوانی (Corruption)، ناپ تول میں کمی اور ملاوَٹ جیسے گناہوں کااِرتکاب کرتے ہیں۔المختصر کہ عملی طَور پر مسلمان قوم کی صورتحال بڑی خستہ اور نازک ہے، اور بحیثیت مسلمان ایساطرزِ عمل کسی طَور پر بھی ہمیں زیب نہیں دیتا!!۔

ہماراطرزِ عمل کیسا ہونا چاہیے؟

میرے محترم بھائیو! ہمیں اس اَمر پر غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے کہ بحیثیت مسلمان ہماراطرزِ عمل کیا ہونا چاہیے؟آج کی دنیا میں ہم کس طرح ایک اچھی اور بہترین قوم بن کر اُبھر سکتے ہیں؟ اقوامِ عالَم بالخصوص عالَمِ اسلام کی رَہنمائی اور انسانیت کی خدمت کا فریضہ کس طرح انجام دے سکتے ہیں؟ اور آخرت میں اللہ ربّ العالمین کی بارگاہ میں کس طرح سُرخرو ہوسکتے ہیں؟۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! پاکستان کو وُجود میں آئے تقریبًا ۷۵ سال ہوچکے، ہم عالَمِ اسلام کی واحد ایٹمی قوّت ہونے کے باوُجود مسلسل ناکامیوں اور محرومیوں کا کیوں شکار ہیں؟ دنیا بھر میں صرف مسلمان ہی کیوں ظلم کی چکی میں پِس رہے ہیں؟ اگر آپ غور وفکر اور تدبُر سے کام لیں، توان سب سوالات کا صرف ایک ہی جواب ملے گا، کہ ہم صرف موروثی اور برائے نام مسلمان ہیں، جبکہ ہمیں ایک حقیقی اور باعمل مسلمان بننے کی اشد ضرورت ہے۔یقین جانیے! جب ہم قرآن وسنّت کی تعلیمات پر حقیقی معنی میں کاربند ہوجائیں گے، اور فرائض وواجبات کی پابندی کرنا شروع کر دیں گے، تو مسلمان قوم کی یہ ساری محرومیاں ختم ہو جائیں گی، اور ہمارا

مُعاشرہ دھوکہ، فریب، سُود، رشوت، زِنا، جھوٹ، ناپ تول میں کمی اور ملاوَٹ جیسی غیر اَخلاقی اور مُعاشرتی برائیوں سے پاک ہو جائے گا، پھر ہم ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائیں گے، اور دنیاوآخرت میں کامیابی وکامرانی ہمارا مقدّر قرار پائے گی!۔

دعا

اے اللہ! ہمیں اچھا اور سچا مسلمان بنا، اَحکامِ شریعت کا پابند بنا، حُسنِ اَخلاق اور تواضُع، عاجزی واِنکساری کا پیکر بنا، اپنی رِضا کو ہمارا مقصود ومطلوب بنا، فُضول اور لایعنی کاموں سے ہمیں محفوظ رکھ، جاہلوں کے ساتھ لاحاصل بحث وتکرار سے بچا، شرک، قتلِ ناحق، جھوٹی گواہی اور بدکاری جیسے کبیرہ گناہوں سے محفوظ رکھ، نیکیوں پر استقامت اور گناہوں سے بچنے کا جذبہ عطا فرما، اور سچی توبہ کرکے حقیقی مسلمان اور بندۂ مؤمن بننے کی توفیق مَرحمت فرما!۔

اے اللہ! اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے ہماری دعائیں اپنی بارگاہِ بےکس پناہ میں قبول فرما، ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے اِرشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسُنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کِرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی محبت اور اِخلاص سے بھرپور اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمیں دینِ اسلام کا وفادار بنائے رکھ، ہمیں سچا پکّا باعمل عاشقِ رسول بنا، ہماری صفوں میں اتحاد کی فضا پیدا فرما، ہمیں پنج وقتہ باجماعت نمازوں کا پابند بنا، سُستی وکاہلی سے بچا، ہر نیک کام میں اِخلاص کی دَولت عطا فرما، تمام فرائض وواجبات کی ادائیگی بحسن وخوبی انجام دینے کی توفیق عطا فرما، بخل وکنجوسی سے محفوظ فرما، خوش دلی سے غریبوں محتاجوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمیں ملک وقوم کی خدمت اور اس کی حفاظت کی سعادت نصیب فرما، باہمی اتحاد واتفاق اور محبت واُلفت کو مزید مضبوط فرما، ہمیں اَحکامِ شریعت پر صحیح طور پر عمل کی توفیق عطا فرما۔ ہم تجھ سے تیری رحمتوں کا سوال کرتے ہیں، تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں، ہر گناہ سے سلامتی اور چھٹکارا چاہتے ہیں، ہم تجھ سے تمام بھلائیوں کے طلبگار ہیں، ہمارے غموں کو دُور فرما، ہمارے قرضے اُتار دے، ہمارے بیماروں کو کامل شِفادے، ہماری حاجتیں پوری فرما!۔

اے ربِ کریم! ہمارے رزقِ حلال میں برکت عطا فرما، ہمیشہ مخلوق کی محتاجی سے محفوظ رکھ، اپنی محبت واِطاعت کے ساتھ سچی بندگی کی توفیق عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم کردے، الٰہی! ہمارے اَخلاق اچھے اور ہمارے کام عمدہ کردے، ہمارے اعمالِ حسنہ قبول فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچا، کفّار کے ظلم وبربریت کے شکار ہمارے فلَسطینی اور کشمیری مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، دنیا بھر کے مسلمانوں کی جان، مال، عزّت، آبرو کی حفاظت فرما، ان کے مسائل کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، آمین یاربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدِنا ونبيِّنا وحبيبِنا وقرّةِ أعيُنِنا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.